نہیں ہارا اور شعلۂ امید برابر آپ کے سینے میں روشن رہا۔ حضرت خباب بن الارت جن کا آقا لوہے کی سلاخیں گرم کر کے اُن کی پشت کو داغ دیتا تھا رسولِ پاک کے پاس آتے ہیں اور بے پناہ مصائب اور ناقابلِ برداشت اذیتوں کی شکایت کرتے ہوئے آپ سے کافروں کے لیے بدُعا کی درخواست کرتے ہیں تاکہ ان کو قومِ عاد و ثمود کی طرح تباہ و برباد کر ڈالا جائے۔ مگر چہرۂ رسالتمآب اِس درخواست سے اُلٹا متغیر ہو جاتا ہے آپ حضرت خبابؓ کو صبر و استقامت کی تلقین کرتے ہیں اور مستقبل کی کامیابی کی امید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے خبابؓ تم سے پہلے حق و صداقت کے علمبرداروں کو لوہے کے آروں سے دو لخت کر دیا جاتا تھا مگر انہیں کوئی راہِ راست سے منحرف نہ کر سکا۔ خدا کی قسم یہ دین ضرور غالب ہو کر رہے گا اور ایک تنہا سفر کرنے والا صنعا سے حضرموت تک جائیگا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا مگر تم لوگ جلد بازی سے کام لیتے ہو" غور فرمائیے اس سنگین صورتِ حال پر استقامت کے پیچھے کیا شے کار فرما ہے اور ان ارشادات کے پسِ پردہ کیا چیز بول رہی ہے۔

پھر نبی آخر الزماں اور آپ کے تمام پیرو مدینہ کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ ہجرت کے موقع پر آپ کا تعاقب کیا جاتا ہے اور آپ کے پیروؤں کو تنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر کسی کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی۔ مدینہ پہنچ کر بھی مسلمانوں کو چین نہیں لینے دیا جاتا۔ نت نئی جنگوں اور آئے دن کی جھڑپوں سے سابقہ پیش آتا ہے حتیٰ کہ ایک موقع پر پورا عرب مدینہ کی چھوٹی سی آبادی پر پل پڑتا ہے۔ مدینہ کے اندر یہود اور منافقین کی ریشہ دوانیاں اس پر مستزاد ہیں۔ اس موقع پر جب قرآن کے الفاظ میں خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آگئے تھے، کیا اللہ کی نصرت کی امید کے علاوہ کوئی اور چیز تھی جس نے مسلمانوں کو سہارا دیا۔

مختصر یہ کہ دنیا کے اس عظیم داعی حق صلی اللہ علیہ وسلّم کی نہایت پر خطر اور مشکل زندگی میں جو چیز قدم قدم پر ولولۂ تازہ دیتی نظر آتی ہے۔ ہر آن حوصلہ بڑھاتی اور مزاحمت و مدافعت پر مسلمانوں کو ابھارتی ہے اور بالآخر نسبتاً کم وسائل رکھنے کے باوجود ابتداءً عرب کے وسیع و عریض علاقے پر اور بعد ازاں چار دانگِ عالم میں اُن کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیتی ہے وہ امید ہے صرف امید۔ اللہ کے بے حد و حساب انعام و اجر کی امید۔ شہادت و فتح مندی کی امید اور تائید و نصرتِ الٰہی کی امید۔